سوال

(176) مقروض کوزکات سے روپیہ دے کرواپس لینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مدیون کوزکوۃ سے روپیہ دے کرواپس لے لینا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!
الحمدللہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زکوۃ دہندہ کو بطور مدزکوۃ سے مدیون یا اورکسی کو دینا ہی جائز نہیں ہے ۔ مشکوۃ میں ہے ۔

ن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال : انک تاتی قوما (الی) فاعلمہم ان اللہ قد فرض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائہم فترد علی فقرائہم الحدیث[1] (متفق علیہ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا : یقیناً تو ایسی قوم کے پاس جانے والا ہے ۔ توان کو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکات فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقیروں کو دی جائے گی)

فتح الباری (2/57) میں ہے ۔

"استدل بہ علی ان الامام ھوالذي یتولی قبض الزکاۃ وصرفھا اما بنفسہ واما بنائبہ"

(اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ امام وقت (خلیفہ وغیرہ) ہی زکات وصول کرنے اور اسے تقسیم کرنے کا ذمے دار و حق دار ہے خواہ وہ یہ کام خود کرے یا اپنے کسی نائب سے کروائے)

شرح عمدۃ الاحکام (2/3) میں ہے ۔

" قد یستدل بہ علی وجوب اعطاء الزکاۃ للامام لانہ وصف الزکاۃ بکونھا ماخوذۃ من الاغنیاء فکل ما اقتضی خلاف ہذہ الصفۃ فالحدیث ینفیہ"

(یقیناً اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ زکات امام کو جمع کروانا واجب ہے کیونکہ اس حدیث نے زکات کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ اغنیا سے لی جائے گی پس ہر وہ چیز جس کا تقاضا اس صفت کے خلاف ہے تو حدیث اس کی نفی کرتی ہے)

"نیل الاوطار"(4/10)میں ہے۔

"استدل بہ علی ان ولایۃ قبض الزکاۃ الا الامام والی ذلک ذہبت العترۃ وابو حنیفۃ واصحابہ ومالک والشافعی فی احد قولیہ"

(اس حدیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ زکات وصول کرنے کا ذمے دار امام ہے چنانچہ عترہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد مالک اور شافعی اپنے دو قولوں میں سے ایک قول میں اسی طرف گئے ہیں)

نیز مشکوۃ(ص:149)میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لما توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر بعدہ (الی) فقال : واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونہا الی رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا[2] (الحدیث متفق علیہ)

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے۔ تو انھوں (ابو رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: اللہ کی قسم !اگر انھوں نے بھیڑ کا بچہ جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھے دینے سے انکار کیا تو میں اس کے انکار پر بھی ان سے ضرور قتال کروں گا)

سورہ توبہ میں ہے۔

خُذ مِن أَمو‌ٰلِهِم صَدَقَةً تُطَهِّرُهُم وَتُزَكّيهِم بِها... ١٠٣ ... سورة التوبة

(ان کے مالوں سے صدقہ لے اس کے ساتھ تو انھیں پاک کرے گا اور انھیں صاف کرے گا) فتح القدیر شرح ہدایہ (1/311) میں ہے۔

"قولہ تعالیٰ (خُذ مِن أَمو‌ٰلِهِم) یوجب حق اخذ الزکاۃ مطلقا للامام وعلی ہذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلیفتان بعدہ فلما ولی عثمان رضی اللہ عنہ وظہر تغییر الناس کرہ ان یفتش السعاۃ علی الناس مستور اموالہم ففوض الدفع الی الملاک نیابۃ عنہ ولم یختلف الصحابۃ رضوان اللہ عنہم اجمعین علیہ فی ذلک وہذا لا یسقط طلب الامام اصلا"

(اللہ تعالیٰ کا فرمان خُذ مِن أَمو‌ٰلِهِم زکاۃ وصول کرنے کا حق مطلق طور پر امام کے لیے واجب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں خلفا اسی پر کاربند رہے پھر جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے اور لوگوں کے حالات بدل گئے تو انھوں نے ناپسند کیا کہ عاملین زکات لوگوں کے خفیہ مالوں کی جانچ پڑتال کریں لہٰذا انھوں نے اپنی نیابت میں متعلقہ اسٹاف کو یہ کام سونپ دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے اس بارے میں ان سے کوئی اختلاف نہ کیا مگر اس سے امام کا طلب کرنا سرے سے ختم نہیں ہوتا)

"شرح معانی الآثار للطحاوی"(1/312)میں ہے۔

"للامام ان یولی اصحاب الاموال صدقات اموالہم حتی یضعوہا مواضعہا وللامام ایضا ان یبعث علیہا مصدقین حتی یعشروہا ویاخذوا الزکاۃ منہا وہذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد"

(امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مال دار لوگوں کو یہ کام سپرد کردے کہ وہ اپنے مالوں کی زکات زکات کے مصارف میں خرچ کریں نیز امام کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ صدقہ وصول کرنے والے عامل ان کے پاس بھیجے جو ان سے عشر وزکات وصول کریں یہ سب امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے)

"السیل الجرار"میں ہے۔

جعل اللہ سبحانہ للعامل علی الزکاۃ جزءا منہا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولا یتہا الی ربہا یسقط مصرفا من مصارفہا صرح بہ اللہ سبحانہ فی کتابہ العزیز[3]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب عزیز میں ذکاۃ کے عامل کےلیے ذکاۃ میں سے ایک حصہ رکھا ہے پس اس موقف سے کہ ذکاۃ کی ادائی صاحب مال کے ذمے ہے مصارف ذکاۃ میں سے ایک مصرف ساقط ہوجاتا ہے۔ جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں صراحت کی ہے۔

پھر "السیل الجرار" میں ہے :

" قد کان امر الزکاۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک ولا شبہۃ وکان یبعث السعاۃ لقبضہا ویامر من علیہم الزکاۃ بدفعہا الیہم وارضائہم واحتمال معرتہم وطاعتہم ولم یسمع من ایام النبوۃ ان رجلا اواہل قریۃ صرفوا زکاتہم بغیر اذن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا الامر لا یجحدہ من لہ ادنی معرفۃ بالسیرۃ النبویۃ والسنۃ المطھرہ وقد انضم الی ذلک التوعد علی الترک والمعاقبۃ باخذ شطر المال وعدم الاذن لارباب الاموال بان یکتموا بعض اموالھم من الذین یقبضون الصدقۃ منھم بعد ان ذکروا لہ انھم یعتدون علیھم ولو کان الیھم صرف اموالھم لاذن لھم فی ذلک "[4]

زکوۃ کا معاملہ بلاشک وشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ وصول کرنے کےلیے عاملین زکوۃ کو روانہ کرتے تھے اور جن کے ذمے زکوۃ واجب ہوتی انھیں حکم دیتے کہ وہ ان عاملین کو ذکوۃ ادا کریں۔ ان کو راضی کریں ان کی سختی برداشت کریں اور ان کی اطاعت کریں۔ زمانہ نبوت میں یہ سننے میں نہیں آیا کہ کسی آدمی نے یا کسی بستی کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر خود اپنی زکوۃ کو تقسیم کیا ہو۔ جس شخص نے سیرت نبویہ اور سنت مطہرہ کی ادنا سی بھی معرفت حاصل کی ہے وہ اس بات کا انکار نہیں کرسکتا۔ مزید یہ کہ جب مال دار لوگوں نے عاملین کی زیادتی کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زکوۃ ادا نہ کرنے پر دھمکی دی، ان کا نصف مال چھین لینے کی سزا سنائی اور ان مال داروں کو یہ حکم دیا کہ وہ زکوۃ وصول کرنے والے عاملین سے اپنے مال ہرگز نہ چھپائیں۔ اگر ان مال داروں کو اپنی زکوۃ خود تقسیم کرنے اور صرف کرنے کا حق ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرور اجازت دے دیتے۔

نیز السیل الجرار میں ہے :

" وہذا الحدیث اوضح دلیل علی ان ولایۃ صرف الزکاۃ لیست الی اربابہا لمن علیھم ان یدفعوہا الی الامام او نائبہ ولو کانت الولایۃ الیھم لجاز صرفہا الی مصارفہا بانفسھم ولم یتوقف قبولہا علی دفعہا الی الامام او نائبہ ولم یجز للامام العتاب علی من لم یدفعہا الیہ لاحتمال انہ قسمہا بنفسہ فی مصارفہا "

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ زکوۃ کو از خود صرف کرنے اور تقسیم کرنے کی ذمہ داری زکوۃ دینے والوں کے سپرد نہیں ہے بلکہ ان پر یہ لازم ہے کہ وہ امام یا اس کے نائب کو زکوۃ جمع کروائیں۔

اگر یہ کام ان کے سپرد ہوتا تو ان کےلیے زکوۃ کو اس کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہوتا اور زکوۃ کی قبولیت امام یا اس کے نائب کو ادا کرنے پر موقوف نہ ہوتی اور امام کےلیے اس شخص کو سزا دینا جائز نہ ہوتا جو اسے زکوۃ جمع نہ کروائے، کیوں کہ اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس شخص نے از خود زکوۃ کو اس کے مصارف میں خرچ کردیا ہو۔

اور بھی مشکوۃ میں ہے :

ن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حملت علی فرس سبیل اللہ فاضاعہ الذي کان عندہ فاردت ان اشتریہ وظننت ان یبیعہ برخص فسالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : ((لا تشترہ ولا تعد فی صدقتک وان اعطاکہ بدرہم فان العائد فی صدقتہ کالکلب یعود فی قیئہ واللہ تعالی اعلم "[5]

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو فی سبیل اللہ ایک گھوڑا بطور سواری عطا کیا تو اس نے اسے ضائع کردیا۔ میں نے اسے خریدنا چاہا اور مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے ارزاں نرخوں پر فروخت کردے گا، میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اسے خریدو اور نہ اپنا صدقہ واپس لو خواہ وہ ایک درہم میں تمھیں عطا کرے، کیوں کہ اپنا صدقہ واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(1425)

[2]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(6526) صحیح مسلم رقم الحدیث(20)

[3]۔السیل الجرار للشوکانی(1/240)

[4]۔السیل الجرار(1/260)

[5]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(1419) صحیح مسلم رقم الحدیث(1602) مشکاۃ المصابیح(1/441)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الزکاۃ والصدقات، صفحہ:350

محدث فتویٰ